آسٹریلیا میں اسلام

ترجمہ

(جناب مجیب الرحمٰن صاحب عثمانی)

"جامعہ نگر"

مسلمانوں کی آمد کا آغاز | آسٹریلیا میں اسلام کی اشاعت کی کہانی اتنی ہی دلچسپ اور حسین ہے جتنی خود آسٹریلیا کی۔ اسلامی تاریخ کے واقعات نے آسٹریلیا کی تاریخ کے اوراق پر کبھی نہ مٹنے والے نقوش چھوڑے ہیں۔ انیسویں صدی کے وسط تک آسٹریلیا کے ساحلی علاقوں میں نئی آبادیاں بس رہی تھیں۔ لیکن محض ساحلوں پر ہی بس جانا کافی نہ تھا۔ باہمت انسان اس نئے براعظم میں نامعلوم اندرونی علاقوں کا پتہ لگانا چاہتے تھے۔ پہلے دوررس نگاہوں نے اچھی چراگاہوں اور کانوں کو دریافت کیا۔ پھر دھیرے دھیرے یہاں آکر بسنے والوں نے ان جنگلات کی بادیہ پیمائی کی جن میں پہلے کوئی نہ گیا تھا۔ سائنس دانوں، جغرافیہ دانوں اور کان کنی کے ماہرین نے اس نئی سرزمین میں چھپی ہوئی دولت کو معلوم کرنے کی کوششیں شروع کیں، اس کام میں سب سے پہلے آمد و رفت کے ذرائع کا مسئلہ سامنے آیا۔ انتخاب بہت محدود تھا اور جو ذرائع استعمال کئے گئے تھے وہ بھی ناقابلِ اطمینان ثابت ہوئے۔ لیکن کچھ ہی عرصے میں ایک بہت ہی اچھا خیال لوگوں کے ذہنوں میں آیا۔ وہ یہ کہ ہندوستان کے میدانوں اور افغانستان کے کوہستانوں میں بسنے والوں سے بہتر کون ہو سکتا ہے جن کے ذرائع آمد و رفت سالہا سال کے آزمودہ ہیں۔

اس سلسلے میں تجویزیں تیار کی گئیں اور جلد ہی افغانستان کے شتربان اور ہندوستان کے مضبوط اور جفاکش باشندے اپنے مویشیوں سمیت آسٹریلیا میں آکر بسنے لگے۔ ان کو کھوج لگانے والی جماعتوں کے ساتھ لگا دیا گیا۔ یہ سامانِ رسد بھی پہنچاتے تھے اور نئے نئے راستے بھی معلوم کرتے تھے۔ یہی لوگ اپنے ساتھ اسلام لائے۔ اور اس طرح ان کا مذہب آسٹریلیا کے کونے کونے

میں پہنچتا رہا۔

ان میں سے بیشتر گنوؤں اور چشموں کے پاس آباد ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے قصبے ابھرنے لگے۔ آسٹریلیا زراعتی، تجارتی اور صنعتی اعتبار سے ترقی کرتا گیا۔ یہ لوگ اپنے خاندانوں کو بھی لے آئے اور اس طرح اس نئے براعظم میں مسلم فرقہ باقاعدہ آباد ہو گیا۔

آئیے۔ اب آسٹریلیا کی مختلف چھ ریاستوں میں اسلام کے آغاز کی تاریخ پر نظر ڈالیں۔

(۱) جنوبی آسٹریلیا: ۱۸۲۷ء میں ایڈی لیڈ (Adelaide) کے لوتی گوہن نامی سوداگر نے اس نئی ریاست کے صدر مقام کے نواح میں ایک قطعۂ زمین خریدا۔ ۱۸۸۹ء تک یہ اس کے پاس رہا۔ اس زمانے میں ایک شتربان نے، جو تجارت اور دولت کے اعتبار سے کافی مستحکم تھا، اس ریاست میں اسلام کا ایک مرکز کھولنے کا فیصلہ کیا۔ ۳۱ جولائی ۱۸۸۹ء کو حاجی ملا مبین نے گوہن سے یہ زمین خرید لی۔ ملا مبین کی مسلمانوں میں بہت عزت تھی۔ اُس زمانے کے ایڈی لیڈ کو بہ مشکل ایک قصبہ کہا جا سکتا ہے، اس میں چند دکانیں اور چند مکان تھے اور چار سو کے قریب مسلمان رہتے تھے۔ حاجی صاحب نے مسلمانوں کے سامنے مسجد کی تعمیر کی تجویز پیش کی۔ اس کو سب نے پسند کیا اور دل کھول کر چندے دئے۔ مسجد تعمیر ہو گئی اور آج تک آباد ہے۔

اسی زمانے میں مغربی آسٹریلیا میں سونے کی دریافت ہوئی اور مسلم آبادی دوسرے علاقوں میں بھی پھیل گئی۔ اور حاجی صاحب، جن کی سخاوت کا نہ صرف مسلمانوں بلکہ دوسرے لوگوں میں بھی شہرہ تھا، اتنے مقروض ہو گئے کہ قرض ادا نہ کر سکے۔ اس لئے انھیں یہ جائداد فروخت کرنا پڑی۔ ۱۸۹۶ء تک یہ جائداد دو غیر مسلموں کے پاس رہی۔ مسلمانوں کی حالت اس زمانے میں بہت بہتر ہو گئی اور قرض اتارنے کے لئے معقول رقم جمع کر لی گئی۔ لیکن دو مسلمانوں نے اسے خریدا۔ ایک حصہ غنی خاں نے اور دوسرا حصہ ایک افغان عبد الواحد نے۔ غنی خاں والے حصے پر، جسے بعد میں کچھ عیسائیوں نے خرید لیا تھا، مکانات بن گئے ہیں جن سے مسجد کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ البتہ عبد الواحد والا حصہ ۹۵×۹۵ فیٹ کے ایک قطعۂ زمین کی شکل میں موجود ہے۔ اس میں مسجد ہے۔ اور ایک

مسافرخانہ اور کچھ مکانات بھی ہیں ۔ یہ سب چیزیں اسلامک سوسائٹی آف ساوتھ آسٹریلیا کی نگہداشت میں ہیں ۔ سوسائٹی نے سیمنٹ کی نئی روشنیں اور ایک نیا برآمدہ حال میں بنوایا ہے ۔ علاوہ ازیں بہت قبل کے لگائے ہوئے انگوروں کے باغوں میں بھی نئی بیلیں لگوائی ہیں ۔ اس باغ سے مسجد کو معقول آمدنی ہے ۔ مسجد کے صدر دروازے کے سامنے ایک بڑا لان بھی بنوایا گیا ہے اور اندرونی حصے کی مکمل مرمت کرائی گئی ہے ۔ مسافرخانے کو بھی بہتر حالت میں لانے کی تجویز ہے ۔ یہ تمام کام سوسائٹی خود کر رہی ہے ۔ اس بستی کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے وعظ بھی ہوتے رہتے ہیں ۔ مسلم تہوار بھی دھوم دھام سے منائے جاتے ہیں ۔ اس وقت اس ریاست میں دو اور تین سو کے درمیان مسلمان رہتے ہیں ۔ مختلف زمانوں میں یہاں مسلمانوں کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہی ہے ۔ ذیل میں دئے گئے اعداد و شمار سے اس کا کچھ اندازہ ہوگا ۔

سن :-	۱۸۴۴	۱۸۶۱	۱۸۸۱	۱۹۱۱
تعداد :-	۵۷	۷۲۴	۲۶۷۴	۱۴۲۱
	۱۹۳۳	۱۹۴۵	۱۹۵۵	
	۹۴۹	۶۲۰	۳۰۰	

آخری تعداد یوروپی مسلمانوں کی آمد کی وجہ سے رفتہ رفتہ مائل بہ ترقی ہے ۔ پہلی تعداد صرف اس ریاست کے صدر مقام کے مسلمانوں کی ہے اس لئے کہ ملک کے اندرونی علاقے اس وقت تک دریافت نہیں ہوئے تھے ۔ سنہ ۱۸۶۱ - ۱۹۱۱ء کا زمانہ نئی دریافتوں اور ترقی کا زمانہ ہے اس دور میں مسلمانوں کی تعداد نسبتاً بڑھی ۔ البتہ دوسری ریاستوں کی دریافت، توسیع اور ترقی کے بعد اس ریاست میں مسلمانوں کی تعداد پھر کم ہوئی اور سنہ ۱۹۳۳ء سے برابر کم ہو رہی ہے ۔ البتہ سنہ ۱۹۵۵ء سے پھر بڑھنے کے آثار نظر آرہے ہیں ۔

(۲) مغربی آسٹریلیا | مغربی آسٹریلیا میں اسلام کا ظہور اس صدی کے آغاز میں ہوا ۔ ۱۳ ر نومبر سنہ ۱۹۰۵ء میں پرتھ (Perth) میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی ۔ ایڈی لیڈ کی مسجد کی طرح یہ بھی آج تک زیر استعمال

ہے۔ اسی سے ملحق ایک مسافر خانہ بھی ہے جو اس لئے تعمیر کیا گیا تھا کہ جن مسلمانوں کو سفید فام لوگ جگہ دینے سے انکار کریں گے ان کو یہاں رکھا جائے گا۔ اس میں تقریباً ساٹھ آدمی رہ سکتے ہیں۔ آج کل اس میں سات مسلمان مقیم ہیں۔

ایک انگریز مسلمان شیخ محمد علی جو اب ضعیف ہو چکے ہیں مغربی آسٹریلیا کے مسلمانوں کے رہنما رہے ہیں۔ انھوں نے جنوبی آسٹریلیا کی طرح یہاں بھی ایک سوسائٹی بنائی تھی۔ لیکن دوسری ریاستوں کی توسیع کی وجہ سے یہاں کی آبادی کم ہوگئی اور سوسائٹی امداد کی کمی کی وجہ سے قائم نہ رہ سکی۔ مسلم آبادی کی ریڑھ کی ہڈی دراصل یورپ سے آئے ہوئے مسلمان ہیں۔ دوسری ریاستوں کی طرح وہ یہاں بھی مسلمانوں کی حالت کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں چناں چہ مسجد جو بہت عرصے سے ویران تھی بارونق ہوگئی ہے اور دوسرے مذہبی معاملات میں بھی لوگوں کی دلچسپی ظاہر ہو رہی ہے۔

(۳) وکٹوریا اور تسمانیا ۱۸۵۰ء بلکہ شاید اس سے بھی کچھ قبل سے ہی ان ریاستوں میں مسلمان آباد ہیں لیکن کسی زمانے میں بھی یہاں کسی تنظیم یا مسجد کا ذکر نہیں ملتا۔

ذیل میں دئے گئے اعداد و شمار سے ریاست وکٹوریا میں مختلف زمانوں میں مسلم آبادی کی تعداد کا اندازہ ہوگا۔

سن :-	۱۸۵۷	۱۸۶۱	۱۸۷۱	۱۸۹۱
تعداد :-	۲۱۶	۱۸۹	۱۲۵	۲۴۱
	۱۹۰۱	۱۹۴۵	1951	
	۴۶۷	۵۷۰	۷۰۲	

وکٹوریا کی تجارتی زندگی میں مسلمانوں کا کافی حصہ ہے۔ بالخصوص جہاز رانی میں تو وہ کافی نمایاں ہیں۔ ملبورن کی بندرگاہ پر پچاس اور سو کے درمیان مسلمان کام کرتے ہیں۔

ملبورن یونیورسٹی میں بہت سے مسلم طلباء اسلامی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

۱۹۵۴ء میں عیدالفطر کے موقع پر اڑتیس مسلمان جمع ہوئے تھے۔ یہ جشن ایک طالب علم کی قیام گاہ پر ہوا تھا۔

(۴) نیو ساؤتھ ویلز | اس ریاست میں مسلمانوں کے کئی فرقے آباد ہیں۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز سڈنی ہے۔ ریاست کا صدر مقام ہونے کی وجہ سے یہاں مختلف ملکوں مثلاً پاکستان، سائپرس، انڈونیشیا، لبنان، ترکی اور البانیہ وغیرہ کے مسلمان جمع ہیں۔ ملبورن کی طرح سڈنی میں بھی کوئی مسجد نہیں ہے۔ اس ریاست میں صرف کانوں کے مرکز بروکن ہل Broken Hill میں مسجد ہے۔ یہ کافی پرانی ہے اور خستہ ہوتی جارہی ہے۔

سڈنی یونیورسٹی میں بہت سے مسلم طلبا ہیں اور وکٹوریا کی طرح یہاں بھی یہ لوگ اپنی مذہبی روایات پر قائم ہیں۔ بروکن ہل اور لسمور Lismore دونوں جگہ کے مسلمان نسلاً افغانی اور ہندوستانی ہیں۔ بروکن ہل کے مسلم فرقے کے رہنما عبدالزادہ ہیں۔ کافی ضعیف العمر ہیں لیکن اب بھی یہاں کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت کے لئے کوشاں ہیں۔ لسمور میں محمد حسین مسلم فرقے کے رہنما ہیں۔

(۵) کوئنزلینڈ | یہ ریاست نیو ساؤتھ ویلز کے شمال میں واقع ہے۔ یہاں کے زیادہ تر مسلمان برسبین (Brisbane) میں رہتے ہیں۔ چند مسلمان تمباکو کی کاشت کے مرکز مریبا (Mareeba) میں رہتے ہیں۔ برسبین میں مسجد بھی ہے جو ۱۹۰۸ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس کا رقبہ پانچ سو مربع فیٹ ہے۔ بہت پرسکون مقام پر واقع ہے۔ اس ریاست میں مسلمان اس صدی کے شروع میں آئے تھے اور زیادہ تر افغان اور ہندستانی تھے۔ ان لوگوں نے نئی سرزمین کی دریافت اور تجارتی مرکز قائم کرنے میں بہت مدد کی۔ جو مسلمان یہاں آباد ہوئے ان میں سے بیشتر نے گنے اور پھلوں کی کاشت کا کام شروع کیا۔ بہتوں نے خوب دولت کمائی اور اپنے عزیزوں کو بھی لے آئے۔

۱۹۰۲ء میں آسٹریلیا میں ایشیائی لوگوں کا داخلہ بند کر دیا تھا۔ لہذا ۱۹۲۴ء تک مسلمانوں کی توسیع عملاً رکی رہی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اجازت ہوئی تو البانیہ کے مسلمان یہاں آکر آباد ہوئے

کچھ تو مریبا میں تمباکو کی کاشت کے لئے چلے گئے اور کچھ دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ یہ آمد بھی کچھ عرصے کے بعد رک گئی اور چند ہی سالوں میں مسلم فرقہ بھی بے جان سا ہو گیا اس لئے کہ تبلیغ کرنے والوں اور نئے لوگوں کی کمی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مسلمانوں کو جگانے اور ان میں از سر نو اعتقاد پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ بہت وقت اور روپیہ صرف کرنے کے بعد الازہر سے ایک البانوی امام کو بلایا گیا۔ ان کے آنے کے بعد کوئنز لینڈ کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیم اور اسلامی زندگی کا احیاء ہو رہا ہے اور بہت عرصے کی بے جان زندگی میں جان پڑنی شروع ہوئی ہے۔

برسبین کے مسلمانوں کے رہنما عبدالرحمن رانے اور فیض الدین ہیں۔ عبدالرحمن صاحب نے اسلامی ادب کی اشاعت کے سلسلے میں قابل ذکر کام کیا ہے۔ خود بہت سی کتابیں لکھیں اور خود ہی شائع بھی کی ہیں۔ فیض الدین صاحب ایک تاجر ہیں۔ مسلمانوں کے لئے بہت کام کرتے ہیں۔ ابھی حال میں جنوبی آسٹریلیا کی مسجد کے اندرونی حصے کے لئے انہوں نے منبر پیش کیا ہے۔

(۶) نیوزی لینڈ | نیوزی لینڈ کے جزائر میں بہت کم مسلمان آباد ہوئے اس کا رقبہ اور سطح آسٹریلیا کی سرزمین سے بہت مختلف ہے۔ یہاں آب و ہوا کا اتنا اختلاف اور بیابان علاقے نہیں ہیں۔ ذرائع آمد و رفت کا مسئلہ بھی آسٹریلیا کی طرح اتنا اہم نہیں رہا اسی لئے شروع سے یہاں ایشیائی لوگ کم تعداد میں آباد ہوئے۔ آسٹریلیا کی طرح یہاں اسلام کبھی ایک مذہب کی صورت میں نہیں رہا۔ نہ ہی قابل ذکر تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ ابتدائی زمانے میں نیوزی لینڈ میں گنے چنے مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۹۴۵ء کے بعد سے تعداد میں نسبتاً اضافہ ہوا اور ۱۹۵۱ء تک کافی بڑھی۔ ذیل کے اعداد و شمار سے اس کا اندازہ ہو سکے گا۔

صوبائی مرکز	۱۹۴۵ء	۱۹۵۱ء
آک لینڈ	۴۸ مسلمان	۱۲۳ مسلمان
ہاکس بے	۱ "	۹ "
ٹراناکی	۳ "	۲ "

ولنگٹن	٨	″	٣٦	″
نیلسن	١	″	-	″
ویسٹ لینڈ	١	″	١	″
کینٹربری	٢	″	٢٧	″
اٹاگو	١	″	٦	″
میزان	٦٧		٢٠۵	

آک لینڈ، کینٹربری اور ولنگٹن بڑے شہر اور بندرگاہیں ہیں۔ اور اسلام کے بڑے مرکز بھی بھی ہیں۔ اٹاگو میں نیوزی لینڈ کی یونیورسٹی ہے۔ یہاں چھ مسلمان طالب علم ہیں۔

آسٹریلیا میں اسلام کی موجودہ صورت حال

جنوبی کرۂ ارض میں مسلمانوں کی آمد کے بعد سے ہی اس فرقے کی توسیع ہوتی رہی لیکن یہ توسیع تعداد کے اعتبار سے اتنی اہم نہیں جتنی اس اعتبار سے کہ مسلمانوں نے آسٹریلیا میں ایک قومی تنوع پیدا کیا۔ شروع کے سالوں میں حکومتِ آسٹریلیا کی پالیسی کی وجہ سے مسلمان فرقے پھل پھول نہ سکے۔ اس لئے کہ نئی تعلیمات، نئے اثرات اور نئے لوگ وہاں نہ آسکے۔ جو پہلے سے آباد تھے ان میں اسلامی شعور اور اثر کم ہوگیا۔ اس صورت حال میں امید افزا رخ صرف ۱۹۲۴ء ہی میں پیدا ہوا جب کہ کچھ البانوی مسلمان آئے اور ان کے علاوہ بھی کچھ اچھے افراد کبھی کبھی آتے رہے اور آسٹریلیا میں مقیم ہوتے رہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد حکومت کی پالیسی بدلی اور لوگوں کے داخلے پر سے پابندی اٹھالی گئی۔ یوروپ کی تباہ کاریوں سے بہت سے لوگ بے وطن اور بے گھر ہوگئے تھے۔ انھوں نے آسٹریلیا کا رخ کیا۔ ان میں بہت سے مسلمان بھی تھے۔ یورپ کے ہر ملک سے لوگ یہاں پہنچنے لگے۔ آسٹریلیا میں ان کو رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کام بھی! اور اس طرح مسلمانوں کی دوسری لہر آسٹریلیا میں داخل ہوئی اور ابھی تک پھیل رہی ہے۔

آسٹریلیا کی یونیورسٹیوں میں ایشیائی طلباء کے لئے تعلیم کی مراعات مہیا کی گئیں اور اب

ہر سال یہاں تعلیم پانے والے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ آسٹریلیا کی تہذیب پر اسلامی تہذیب کے اثرات چھوڑ کر جاتے ہیں اور یہاں مستقل طور سے مقیم مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں بھی جان پیدا کر جاتے ہیں۔

آئیے اب آخر میں اسلامک سوسائٹی آف ساؤتھ آسٹریلیا کی کمیٹی پر نظر ڈالیں جس سے مختلف تہذیبوں کے ملاپ کا کچھ اندازہ ہوگا جو محض اسلام کی برکت سے پیدا ہوا ہے۔

	سنہ ۱۹۵۴	سنہ ۱۹۵۵
عہدے	کس ملک سے؟	کس ملک سے
صدر	پولینڈ	انگلستان
نائب صدر	یوگوسلاویہ	لتھونیا
سکریٹری	انگلستان	البانیہ
خازن	انڈونیشیا	یوگوسلاویہ
امام	یوگوسلاویہ	یوگوسلاویہ
ارکان	ملایا اور جرمنی	جرمنی اور پولینڈ

نقشِ حکمت

جناب احمق پھپھوندوی کے نام سے ہندستان کا تقریباً ہر پڑھا لکھا واقف ہے آپ کا شمار ہندوستان کے معدودے چند شعراء میں ہے، آپ کے کلام کا انداز ظرافت، رنگینی اور شوخی کے ساتھ پر حکمت بھی ہوتا ہے "نقشِ حکمت" احمق صاحب کے کلام کا بہترین مجموعہ ہے۔ مجموعہ کو تین عنوانوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اشارات، عبارات، خطابات، آخر میں منتخب غزلیات کا حصہ ہے۔ صفحات ۲۰۳ قیمت مجلد تین روپے۔